بعون صناع بیچون بیمکان و فضل خلاق زمین و زمان

گلدستہ امانت

در مطبع نامی منشی نولکشور طبع مزین مقبول جہان شد

غزلیات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخمس اول

دل ہر گھڑی کے خوف و خطر سے نکل گیا
درد و غم فراق جگر سے نکل گیا
شکر خدا عدو کے بھی شہر سے نکل گیا
اڑ کر رقیب یار کے گھر سے نکل گیا
مریخ آج برج قمر سے نکل گیا

حسرت ہی رہ گئی دل ناشاد کو مرے
کچھ لوٹنے نہ پایا شب وصل کے مزے
اندیشہ روز ہجر کا اس درجہ تھا مجھے
ہونے نہ پایا وصل بھی ہم میں جو صبح کے
دم شام ہی کو خوف سحر سے نکل گیا

نکلی نیام سے جو وہ شمشیر آبدار
بولا فلک میں جوہر تو ہے آشکار
کسنے نڈھال ہو کے نہ فوراً کیا فرار
تیغ اوسکی معرکے میں جو چمکی ہلال وار
شرمندہ ہو کے چاند سپہر سے نکل گیا

وانتون مین اوسکے آب ہی الحمد کیسے قند ہے — پیرا اوس طرف کی ہوتی ہے مسلم سب اودھر
محفل مین ہنس پڑا جو میرا غیرت قمر — دندان صاف سے وہ زبان آگئی نظر
اپنی نگہ کا تار گہر سے نکل گیا

اوسنے کہا کہ حال کچھ اپنا بیان کر — کیا میرے عشق نے ترے دل مین کیا اثر
مین بولا کیسا عشق ترا دھیان ہے کدھر — الفت کا راز اوس سے چھپایا تو تھا مگر
آنسو تھا نہ دیدۂ تر سے نکل گیا

دیکھی شگفتگی جو دہان نگار کی — دانتون پہ مین نے جان تصدق نثار کی
کیا آبرو حسد اسنے رکھی خاکسار کی — دل نے اوچھالا [illegible] دندان یار کی
مین غوطہ کھا کے آب گہر سے نکل گیا

پی کر شراب غیر جو پینا نہ تھے [illegible] — کیا دانتون بیچ یار [illegible] اوس سے چلے
نکلے نہ دل کے خوبی قسمت سے [illegible] — مستی مین ہین لگا ہی جھکا تھا اوسی گلے
بہکا جو پانون ہاتھ کمر سے نکل گیا

قسمت نے مجکو پچھلے پہر سے کیا نہال — چونکا وہ خواب ناز سے گھر کا ہوا خیال
چاہا ہزار صبح کا لیکن چھپا نہ حال — مین نے جو کی تجسد کی تمنائے وصال
نالہ گلو سے مرغ سحر سے نکل گیا

گستاخ تو مین ہوتا ہون کرنا مگر معاف — عاشق تھا پہلے ناف کا سمجھو نہین [illegible] صاف
تقدیر یک بیک ہوئی جیسے جو بر خلاف — چاہ ذقن کو دیکھ کے بھولی تمھاری ناف
ڈوبا کنوین مین جبکہ بھنور سے نکل گیا

غمزہ غضب نگاہ بلا چال ہے کہری — شوخی ہے کوٹ کوٹ کے بت جیالاک مین بھری

غزل

[illegible]

حیرت ہے دل کو عقل میں آتا نہیں پری	شعلہ ہے یا شرر ہے چھلاوا ہے یا پری

بجلی چمک گئی وہ جدھر سے نکل گیا

دیوانہ کر دیا ہے دل بیقرار نے	جاتا ہوں بار بار میں در پر پکارنے
بیکل کیا ہے اوسکو کسی [illegible] کار نے	دوہرا مکان بنایا ہے رہنے کا یار نے

میں جب ادھر گیا وہ ادھر سے نکل گیا

حاسد کے اعتراض کا دیتا نہیں جواب	ایسا ہے خاکسار زمانے میں انتخاب
کیونکر عدو نہ ہاتھ ملیں جل کے پیچ و تاب	کیا مرتبہ ہوا ہے امانت کو دستیاب

سو انگلیاں اوٹھیں وہ جدھر سے نکل گیا

مخمس دوم

کہا کسی نے لائیگا اسکے کوئی جواب میں یا نون	حنا کا رنگ ہے ڈوبی ہیں یا شہاب میں یا نون
نہ آئے جو سپنے میں بھی [illegible] ہوگی خواب میں یا نون	پری کے چہرہ سے بہتر ہیں آفتاب میں یا نون

سجا ہے شمع کی طرح رکھے جو تو نقاب میں یا نون

جمال یار کا خورشید سا ہے گو کہ ضیا	نگہ چشم نہ ابرو نہ وہ بدن کی ضیا
خدا کے واسطے اے چرخ تو ہی مجھکو بتا	یہ چل سکوگی [illegible] سے کیونکر بلا

[illegible] ہاتھ نہ [illegible] آفتاب پر ہا نون

[illegible] جسم جلنے لگے	جگر [illegible] منہ سے لہو اوگلنے لگے
[illegible] تو دم نکلنے لگے	نظر [illegible] آئے وہ تلوے تو ہاتھ ملنے لگے

[illegible] ہوگی [illegible] بھی خواب میں یا نون

سدا طہارت زاہد کو نام دھرتا ہوں	ازل کے روز سے میں ناز کی یہ [illegible] ہوں

غزل

۵

لگا کے زر عرق گل سے جو فن بھرتا ہون | کبھی جو اس گل کیتا کو سجدہ کرتا ہون

وضو کے واسطے دھوتا ہون میں گلاب میں پاؤن

لگی جو شیشۂ مے کو خمار میں ٹھوکر | جدا کرون نہیں سینے سے بستا میں مرجھ
ادب سے ہے نے کا مجھے اور محتسب کا ہی ڈر | لگا دن عمر بھر آنکھون سے اور رکھون سر پر

جو وقت نشہ پڑے ساغر شراب میں پاؤن

فرس ہے فیض قدم سے ترے جھک پہ علم | غبار راہ میں عالم ہے نور کا سر شام
یہ گھوڑے کو ہے میں تلوے تا کہ ماہ تمام | زمین پہ چاندنی لئے شہسوار ہے ہر گام

قمر ہے ہالہ میں یا ہیں ترے رکاب میں پاؤن

سبکروی میں غضب ہے بلا ہے ساقی جی | نرالی چال ہے کرتا ہے ٹیڑھی راہ پہ چلے
سمجھ میں عقل میں آتا نہیں کہ ہے کیا شئی | یہ کس طرح سے سدا دوڑی میں چلتا ہے

حقیقۃً تو نہیں ساغر شراب میں پاؤن

کہون سمند کو برق غضب کی سل بنا | یہ تیز پاین تو کسی میں نہیں ہیں یا لقا
فلک کی سمت شب چار وہ جا دوڑ کے گیا | وہیں ہلال ہوا کٹ کے نعل سے پیدا

ترے فرس کا در آیا جو ماہتاب میں پاؤن

کلائی یار جو مستی کی طرح ٹھکرائی | زبان سے اف نکرو نہیں بدن دبا لینے
کرون جو ضبط تو عالم کا ہوش اڑ جائے | وہ دل جلا ہون کہ مطلق نہ مجھ کو آنچ پہنچے

لگا دے سیخ کی جا گر کوئی کباب میں پاؤن

دیا ہے کیا مجھے کیف شراب کا جھگڑا | چلن میں کاسۂ سر دور جام سے ہے سبو
گرا میں شیشہ و ساغر پہ کوئی دم میں گرا | پکڑ لے ہاتھ میرا سا قیا برائے خدا

که اڑ کھڑاتے ہیں اب نشۂ شراب میں پاؤں

وہ شب کو عالم رویا میں بیلطف خواب آئے
جگایا طالع خفتہ نے دفعتاً ہی ولے
کھلی جو آنکھ تو کہہ کے ہم بھی چلائے
گیا وہ چشم زدن میں ہمارے ہاتھ سے ہائے
لگانے پائے نہ آنکھوں سے اوسکے خواب میں پاؤں

یہ کل کی بات ہے میں عاشقوں میں تھا اوسکا
شب وصال سے ہر روز لوٹتا تھا مزے
اب ایسا تو نے فلک کر دیا حقیر مجھے
سوال وصل کا کرتا ہوں میں جو اوس بت سے
خدا کی شان دکھاتا ہے وہ جواب میں پاؤں

کہاں کو زور سے تھے سلطنت ولا سکتے
شراب جسم سے افلاطون کو بھی پلا سکتے
فلک نہ آنکھ جوانی میں تھے ملا سکتے
ہیں اب تو پیر نہیں ہاتھ بھی ملا سکتے
لگا لیے ہیں سے تھے عالم شباب میں پاؤں

عشق سے زمین پر آسمان ہے تنگ دستی میں
خدا کی بھول گیا یاد ہی پرستی میں
اجل کا خاک نہیں دھیان جوش مستی میں
غنم و درہم کو ہے کیا ہے بثبات ہستی میں
بلا کی موج سے پھیلائے ہیں حباب میں پاؤں

خیال نشہ مے کا گیا نہ دل سے کبھی
مدام میکدۂ دہر میں یہی سوجھی
تلاش یا وہ میں لیکر نہ ہاتھ سے دی
وہ زندہ ہوں رمضان میں چلا جیا سے بچی
ڈبوئے حوض جھجک خم شراب میں پاؤں

نہ مجھسا سوختہ جان دہر میں کوئی ہوگا
ابیس فتنہ بھی رہا ہی چند و اہم بلا
کروں نصیب کی خوبی کا ہائے کیا شکوا
وہ صید ہوں کہ چلے پر بھی میں ہا نہ ہوا
بندھی رسی ہے رشتہ باریک کباب میں پاؤں

[illegible]

گھر سے باہر جو تھا مسند ہر سر ہے چل | عدم کا کوچ زمانے سے آج ہے بالکل
خدا کے واسطے کر آہ تو کوئی نیک عمل | بتون کو چھوڑ امانت فرارشاد ہے چل

زمے نصیب جو اوسکے رہ ثواب مین پاؤن

مخمس سیوم بر غزل سید تقی صاحب

میری وحشت کا جو کچھ حال سنا میرے بعد | ہو گیا جوش جنون حد سے سوا میرے بعد
سونا جنگل جو نظر اوسکو پڑا میرے بعد | آ کے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد

نہ رہی دشت مین خالی کوئی جا میرے بعد

باغ عالم مین وہ بلبل ہون کہ ہون جان چمن | مین نہ ہونگا تو نہ ہوگا کوئی شیدائے چمن
پھاڑ ڈالینگے گریبان کو جوانان چمن | منہ پہ رکھ دامن گل روئینگے مرغان چمن

باغ مین خاک اوڑائیگی صبا میرے بعد

کیا کہون کس سے کہ ہے وہ تو نہایت کم سن | یاد کیا ہوگا رہین گے اوسے طفلی کے وہ دن
سب یہ ظاہر کیے دیتا ہون مین حال باطن | اپنے ہنس ہنس کے لگاتا ہی وہ مہندی لیکن

خون رلائیگا اوسے رنگ حنا میرے بعد

سنسناہٹ سی اک اوٹھتی ہے بدن مین ہر صبح | جان آجاتی ہے گویا مرے تن مین ہر صبح
آہ بھر کر یہی کہتا ہون کفن مین ہر صبح | وہ ہوا خواہ چمن ہون کہ چمن مین ہر صبح

پہلے مین جاتا تھا اور باد صبا میرے بعد

مین ہی لوٹا کیا بدلتا تھا تری غنچہ دہن | کبھی اغیار نے دیکھا نہین یہ گل سا بدن
کون اوتاریگا مرے بعد ترا پیراہن | چاک کرتا ہے اسی غم سے گریبان کفن

کون کھولیگا ترے بند قبا میرے بعد

میں ہی دیوانہ اکیلا نہیں صحرا میں ہوں
کہتے تلوو نکا ابھی تجکو بہانا ہے خون
بعد میرے بجلا ہونگے بہت اہل جنون
تیز رکھنا سر ہر خار کو اے دشت جنون

شاید آجائے کوئی آبلہ پا میرے بعد

یک بیک دوستو اوٹھا یہ زمانہ ایسا
نہ حسینوں کی رہی آنکھ میں کچھ شرم و حیا
جان عشاق پہ کرنے لگے معشوق فدا
کیا عجب مرقد لیلے سے جو نکلے صیدا

مرے مجنون ترا کیا حال ہوا میرے بعد

مر گیا جبکہ امانت تو پھری کچھ تقدیر
جیتے جی تو نے خبر لی نہ ذرا کی تدبیر
غم ہوا اوسکو بہت ہو گئی حالت تغییر
بعد مرنے کے مری قبر پر آیا وہ میر

یاد آئی مرے عیسے کو دوا میرے بعد

مخمس بر غزل میان قلق صاحب

نکالو عاشق شیدا کے حوصلہ دل کا
چورا کے آنکھ دکھاؤ نہ آبلہ دل کا
بہت دنون سے شکایت ہے مستغلہ دل کا
اداسے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

نہ پوچھو دوستو ہم کس غضب میں رہتے ہیں
خموش رہتے ہیں آنکھوں سے اشک بہتے ہیں
ستم اوٹھاتے ہیں انکے جفائیں سہتے ہیں
وہ ظلم کرتے ہیں ہمپر تو لوگ کہتے ہیں

خدا برے سے نہ ڈالے معاملہ دل کا

کسیکی زلف کا مفتون ہون جوش وحشت سے
جنون میں طوق و سلاسل سے کسکو نفرت ہے
قدم کو بیڑیون کے غل سے آشنا ہے
وہ زندہ ہون کہ مجھے شوق لیسے بیعت ہے

ملا ہے گیسوئے جانان سے سلسلہ دل کا

شب فراق کا تھا طول مجھ پہ قہر و غضب
کہ تڑپتا تھا دل وحشت زدہ بہ رنج و تعب
نہ بیقرار ہو یہ سوجھا ہی کھیل مجکو اب
امید صبح میں کرتا ہوں جاک دامن شب

جنون میں زور نکالا ہی مشغلہ دل کا

ادھر سے اودھر سے ہوی کارواں حج کو روانگی
ہر اک کو اپنے مسافر کا ہم پتا دینگے
نہ کب تلک دل گم گشتہ کی خبر لینگے
پھرا جو کوچہ کا کل سے کوئی تو پوچھینگے

سنا ہے لٹ گیا بستی میں قافلہ دل کا

یہ فصل گل میں بقدر بسے خار مجکو دیا
پھنسا یا دام میں کھانے نہ دی چمن کی ہوا
پھرا نہ باغ میں دو روز بھی برنگ صبا
بہار آتے ہی کنج قفس نصیب ہوا

ہزار حیف کہ نکلا نہ حوصلا دل کا

ہنوز عالم پیری ہی سرسراب یہاں
ہوا ہی باغ جوانی میں دخل باد خزاں
عبث بہار چمن کا ہے حوصلہ یاداں
ہزار فصل گل آئے جنون وہ جوش کہاں

گیا شباب کے ہمراہ ولولہ دل کا

قرار شور جگر سے بھلا مجھے کب ہے
تڑپ تڑپ کی گذاری فراق کی شب ہے
سوا ہی کل سے بھی کچھ درد کل نہیں اب ہے
خدا ہی خیر کرے آج رنگ بیڈھب ہے

تپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا

کبھی ہوی نہ امانت سے آئینہ و صاف
سدا جنون نے کی بات اپنی دل کے خلاف
یہاں تو داد کسی نے نہ دی قصور معاف
خدا کے سامنے اپنا ہے لے قلق انصاف

بتوں سے حشر میں ہوگا مقابلہ دل کا

مخمس سخن بسم بر غزل میاں صبا صاحب

غزل

۱۰

دیکھیے ان گلعذاروں کی فضا او چاروں
زندگانی کا اڑا لیجیے مزا او چاروں
اس چمن میں نخل الفت کے پھر او چاروں
منتظم ہے باغ عالم کی ہوا او چاروں
صورت گل یہ یہاں ہنسو و نما او چاروں

گھور کر کو چاہیے جیسے تال کار پہ
آمد آمد ہے خزان کی حسن کے گلزار پہ
بل نہیں لازم ہے اپنا گیسوے خمدار پہ
سبزہ خط کا موہے چاند سے رخسار پہ
اور رخ پر چھوڑ تو زلف دوتا او چاروں

یا تو میری آنکھ سے اک پل نہ ہوتا تھا نہاں
غیر کے گھر وان چھپتے ہیں یہاں
یا چھپا یا منہ کو ایسا جب کا بیان
او بت کافر تیری اللہ ری ذہر وایمان
آشنا او چاروں نا آشنا او چاروں

آج کل او سکو غرور حسن بے حد ہو گیا
واسطہ خالق کا دیکر کی جو میں نے التجا
گفتگو میں طاق پر رکھا نہیں شرم و حیا
مدعای وصل سنکر وہ صنم کہنے لگا
بیٹھ کر مسجد میں کریا و خدا او چاروں

چاندنی سی ہو رہی ہے شعلے کی جوت
پھول ومن کا جہان سیا ہے تھا جو گھڑی
آنسوؤں کی تر کبھی روز آستین قاتل کی
پھر گریبان چاک کر کے مر لیے اک وحشت رہی
دار ہی اور اس شوخ کے بند قبا او چاروں

کیا کہوں کیا کیا تصور میں مجھے بھاتی ہے نم
آنکھیں روشن کر سکو تشریف یاں لائی نہ تم
ہر شب ہجر میں میں بیکے گھر اپنے تم
پڑا اندھیرے اک رات بھی آنے نہ تم
چاندنی کیا ہو گئی ای مہ لقا او چاروں

لے چلونگا آج اپنے گھر تجھے میں کھینچ کر
اعتبار ان جھوٹی باتوں کا نہیں پھر کر مجھے

چین ہم ناتوانوں کا بھی فقرو کسی نادانگو سے	وہ ہے وعدہ تیرا قربان وعدے کے ترے
ایک دن سے ہو گئے ہیں بے وفا دو چار دن	
ایک دن ہونا ہے پھر اعلیٰ کو ادنیٰ کو فنا سلطنت دنیا میں کی تو کیا فقیری کی تو کیا	یہ مسافر خانہ ہے اے غافلو عبرت کی جا روز آتی ہے لب گور غریباں سے صدا
شادی و غم ہے شاہ و گدا دو چار دن	
توڑتے پھول وہیں مجھکو پھر ... لگیاں خاک و رنگی باغ ... خزاں	دور ہی تیرا کوئی لب گل سکتا ہے زباں نکہت گل پھر کہاں باد بہاری پھر کہاں
... کے باغباں ہی ہوا دو چار دن	
مانگتا ہوں بوسہ گیسو تو دیتا ہے صدا شانہ کرتا ہوں تو نازل سر پہ ہوتی ہے بلا	ہوش میں آؤ علاج اپنا کرو پھر ... وہ پری کہتا ہے دیوانہ بنا کر زلف کا
فصد لوائیے کرو جا کر دوا دو چار دن	
دید دن میں ... کھائے ... پھر کہاں یہ ... نظر میں ... خانہ خراب	اوٹھ گیا ... شرم کا پردہ کہاں کی پھر نقاب پھر کہاں ... کی ...
دید ہے قابل ہے آنکھوں کی حیا دو چار دن	
وائے ... جام ... ... آنکھوں کی ...	بات یہ زیبا نہیں ہے تا مدار ... لیے بڑھیاں کچھ ...
ہے مشرف پھر ہر سو بال ہما دو چار دن	
مست ... گلگشت میں ... بادہ کش ... طرف مجھکو ... نظر	موج باد صبح ... ... کی ...

۱۱

غزل

[illegible]

ہاتھ مین تسبیح رکھیے خلق تا وا کیجیے	پیچ سب سے کیجیے سر پر عمامہ باندھ کے
جال وہ پھیلائیے ہر اہل زر جس مین پھنسے	دام ہیدا کیجیے ہے ہم چشمی مفلس ہو کے

رہی یون ہی گلستان کی ہوا دو چار دن

بیٹھیے مسجد مین شکر ایسا دو چار دن

یاد کر آتے اہاشت ... اپنی مین	سرو ہے بیٹھا ہی ہر بھول سا ہر باغ مین
سیکڑون ... ہین ... باغ مین	یا وہ گلگون ... ہر ... باغ مین

سو ہم گل کے بھی ہر ایسے صبا دو چار دن

مخمس شستہ طبعزاد حضرت مصنف

سویا آرام سے عالم مجھے سونے نہ دیا	ہو گئے ہر بات مین برہم مجھے سونے نہ دیا
گالیان دیکیے ہم ... مجھے سونے نہ دیا	رات بھر چین رہی کم مجھے سونے نہ دیا

صحبت یار نے اک دم مجھے سونے نہ دیا

شب کو آیا وہ جو گھر مین جو پہر اور شب	بیقراری سے رہا حال دل زار عجب
یا مین بیٹھا کبھی اوٹھا کبھی لیٹا مین پہر	رات آنکھون مین کٹی ... ہوا وصل نصیب

صحبت یار نے اک دم مجھے سونے نہ دیا

شب کو ہاتھ اوسنے لگانے نہ دیا ہو کے بہم	کوئی شب مین ... اوس بت کافر کو قسم
سنگدل وصل کا راضی نہوا ای ہمدم	جاگتے جاگتے پتھرا گئین آنکھین ہیہم

صحبت یار نے اک دم مجھے سونے نہ دیا

چین مجھکو نہ ملا آنکھون کے جھپکانے مین	غل مچایا کبھی وہ محو ہوا گانے مین
کبھی اولجھایا کبھی زلف کے سلجھانے مین	گدگدی کی کبھی چٹکی کبھی بل کھانے مین

غزل

غزل

۱۳۳

صحبت یار نے اکدم مجھے سونے ندیا

ہوا وصل اوسکا میسر جو قضارا مجکو — اثر طالع بیدار نے مارا مجکو
رات بھر چھیڑا کیا وہ ستم آرا مجکو — جب ذرا آنکھ لگی سا تھہ پکارا مجکو

صحبت یار نے اکدم مجھے سونے ندیا

سو گیا وہ تو مرے شب کو مقدر جاگے — وصل کی آس ہوئی سبکے مقدر بھاگے
بیقراری میں کمر بند کے توڑے دھاگے — کبھی زانو پہ رکھا ہاتھہ کبھی اور آگے

صحبت یار نے اکدم مجھے سونے ندیا

شب کو نا والی نے سے وہ پاس مرے سو تو رہا — پر رہا نیند میں عاشق کی طرف سے کھٹکا
تو صبح تلک وصل قیامت کی ہی جا — ہاتھہ جب میں نے لگایا وہ برابر چونکا

صحبت یار نے اکدم مجھے سونے ندیا

کھو دیا ہائے غضب لطف ملاقات اوسنے — پیش جانی کوئی تا صبح ندی گھات اوسنے
رات بھر چھوڑنے دیے پانوں سہانے میرے — ہاتھہ میں ہاتھہ لیے میں نے تو دی لات اوسنے

صحبت یار نے اکدم مجھے سونے ندیا

کیا کروں حال شب وصل مانت اظہار — آیا قابو میں جو وہ جلتے رہے صبر و قرار
ہو نہ شب جانے کبھی اوسکے کبھی حج بے خبر سار — صبح تک آنکھہ نہ جھپکی سبب لمس و کنار

صحبت یار نے اکدم مجھے سونے ندیا

مسدس حشم

کسی کے عشق میں کوئی نہ مبتلا ہووے — کسی کا دل نہ کسی شخص سے لگا ہووے
کوئی نہ بحر محبت کا آشنا ہووے — مریض عشق کا کوئی نہ اے خدا ہووے

غزل

کسی کا دل نہ الٰہی غم والم میں رہے
کوئی نہ گیسوی جانان کے پیچ وخم میں رہے

کوئی جہان میں نہ بیمار ہو محبت کا
یہ وہ مرض ہے کہ عیسیٰ سے ہو نہ جسکی دوا
بتون کے عشق میں رسوائیان ہین جد سے سوا
قسم خدا کی یہ مطلع کسی نے سچ ہے کہا

یہ عشق وہ ہے کہ پتھر کو دم میں آب کرے
لگائے دل وہی جسکو خدا خراب کرے

عزیزو ہان یہ فن عاشقی برا ہے کمال
جسے ہو عشق کسیکا اوسی سے پوچھو حال
نہ پوچھو دل یہ گذرتے ہین جو کہ رنج وملال
ہمیشہ رہتا ہے معشوق ہی کا اوسکو خیال

اوسی کے دھیان مین لیل و نہار رہتا ہے
اوسیکو دل سحر و شام یاد کرتا ہے

ہمیشہ رہتا ہے معشوق ہی مین دھیان لگا
اوسیکا ذکر اوسی کا ہے ہر گھڑی چرچا
اوسیکا آنکھون مین پھرتا ہے روز وشب نقشا
کچھ اور دل کو خوش آتا نہین ہے اوسکے سوا

اوسکی زلف کا سودا مدام رہتا ہے
اوسیکا لب پہ شب وروز نام رہتا ہے

غرضکہ حال مین اپنا کہون عزیزو کیا
دل خراب ہوا اک طفل مہ جبین پہ فدا
ہمیشہ ہالہ کی صورت مین اوسکے گرد رہا
پر اوسنے بھولکے بھی میری سمت رخ نہ کیا

ملا جو راہ مین کترا کے صاف دی اوسنے
تباہ کرکے مجھے پھر خبر نہ لی اوسنے

ہنسا ہر ایک سے وہ گل اور مجکو رلوایا
کبھی نہ رحم اوسے میرے حال پر آیا

[illegible]

غزل

١٥

نپوچھو عشق مین اوسکے جو مین نے دکھ پایا
شب فراق کے صدمے اوٹھائے غم کھایا

رہا خیال اوسی کا ہر اک گھڑی مجھکو
کسی طرح سے عزیزو نہ کل پڑی مجھکو

دل اور جان سے ہمیشہ رہا مین اوسپہ فدا
جھجکے سایۂ عاشق سے کی گریز سدا
پر اوسکے دل مین مرے عشق نے اثر نہ کیا
کسی طرح وہ پریرو نہ میرے ہاتھ لگا

نہ ہنس کے مجھ سے کبھی بات کی نہ شاد کیا
کباب اوسکو اشک بہا کر مین نے یاد کیا

تڑپتا ہجر مین اوسکے رہا میرا دل زار
بن اوسکی دید کے آیا کبھی نہ مجھکو قرار
رہی اوسی میں سدا ملنے سے میرے نام سے عار
یہ وہ ہمیشہ رہا میری شکل سے بیزار

کبھی نہ اوسنے مری بات کا جواب دیا
پھر اسکے منہ دل مضطر کو اضطراب دیا

اکیلا مجھکو جو اک دن وہ رستے مین ملا
خدا کے واسطے مجھ سے تو کیون نہین ملتا
تو وان بمنت و زاری یہ مین اوس سے کہا
بتا دے مین نے ترا کونسا قصور کیا

جو کچھ قصور ہوا ہو تو بخش دے للہ
ترے فراق مین میرا ہے بہت ہی حال تباہ

ترے سوا نہین کچھ اور مجھکو بھاتا ہے
لبون پہ دم ہے غم ہجر جان کھاتا ہے
ترا خیال مجھے ہر گھڑی ستاتا ہے
کلیجہ منہ کو مرے بار بار آتا ہے

نہ چین آتا ہے دن کو نہ شب کو سوتا ہون
ترے فراق مین منہ ڈھانپ ڈھانپ روتا ہون

غزل

16

کسی روش نہیں باغ جہاں میں دل کو قرار
کسی چمن کی ہوس آتی نہیں ہے یار بہار

گلوں کی دید سے ہوتا ہے بیکلی میں خار
تری جدائی میں روتا ہوں مثل ابر بہار

نہ گل سے کام نہ بلبل سے کام ہے مجھکو
ہمیشہ ورد زبان تیرا نام ہے مجھکو

ترا ہی تذکرہ رہتا ہے لب پہ آٹھ پہر
غم فراق سے ہر لحظہ حال ہے ابتر

اب اپنی زندگی آتی نہیں ہے مجھکو نظر
قلق میں درد میں کرجاؤنگا جہاں سے سفر

اسی طرح سے رہا کچھ دنوں جو حال مرا
تمہارے ہجر میں ہوجائیگا وصال مرا

خدا کے واسطے بولو تو مجھ سے ایک ذرا
تمہارے چپ نے تو گویا مجھے ہے قتل کیا

ملاؤ آنکھ نہ جیسو ابھی برائے خدا
کوئی زمانے میں ہوگا نہ بیوفا تمسا

کچھ اب تلک نہیں معلوم دل کا حال تمہیں
ہمارا دم سے نکلتا نہیں خیال تمہیں

یہ بات سنکر وہ مغرور ہنس کے یوں بولا
ہمارے ملنے سے بھلا آپکو ہے حاصل کیا

جہاں میں مجھسے ہیں معشوق سینکڑوں پیدا
جو ہوسکے مد نظر جسپے دل و سینہ فدا

کسی طرح نہیں حضرت کے پاس آؤنگا
ملونگا غیر سے اور آپ کو جلاؤنگا

خیال ہے مجھے رسوا ہونگا اپنی مدام
ذرا دین کبھی کرنا پھر اس طرح کا کلام

زباں پہ لیجیو گا ہے نہ میرے وصل کا نام
پری ہوں میں مجھے انسان سے بھلا کیا کام

خدا کو واسطو آگے سے میرے ٹل جاؤ
فروغ آتش رخ سے کہیں نہ جل جاؤ

[illegible]

کہ بہ بخت امانت سو یار نے جو کہا جھکا کے پاس سے گردن وہا نسے گھر کو پھرا	تو او سگھڑی دل حسرت زدہ کو رنج ہوا نہ قصد مین نے کیا پھر کسی لڑکا
	کسی حسین کو دل اپنا نہ پھر دیا مین نے نہ نام عشق کا بار دگر لیا مین نے

ترجیع بند ہشتم

لے کہین جان نہ ہماری الفت تیری عشق مین شکل ہوئی کیا امانت تیری	نہ جھکیا درد جگر گھٹ گئی طاقت تیری لوگ بھی کہنے لگے کہتے ہین شباہت تیری
	کسکے غم مین ہوئی اے شخص یہ حالت تیری رونا آتا ہے ہمین دیکھ کے صورت تیری
اب تو جینے کی توقع نہین یہ غیر ہی حال جو عیادت کے لیے آتا ہے سنکر احوال	صدمہ ہجر سے اغلب ہے کہ ہو جاؤ وصال اشک بھر لا کے وہ آنکھون مین کرتا ہی سوال
	کسکے غم مین ہوئی اے شخص یہ حالت تیری رونا آتا ہے ہمین دیکھ کے صورت تیری
دوستون نے مرا دیکھا جو بہت حال تباہ لا مین اسکو سمجھے جسم تیری یوسف کی ہو جاہ	سب لگے کہنے کہ قسمت نہ غم کھا اللہ حال سے اپنے ہمین پھر خدا کر آگاہ
	کسکے غم مین ہوئی اے شخص یہ حالت تیری رونا آتا ہے ہمین دیکھ کے صورت تیری
نہ وہ صورت نہ وہ شوکت ہے نہ وہ شان کوئی دیوانہ بتاتا ہے کوئی سودائی	رنگ تبدیل ہے تم سر اور وہی جدائی کوئی کہتا ہے کہ کیا تجھ پہ تباہی آئی

۱۷

جسم نہیں دیکھا کسی آرزو سکر جانے
اور من تو نے سودای مین کہین ہین بنایا
از بس مین ہی سوختہ ساز رکھ اتنے
صدمہ کر کے سو دا منوا ازل تنہا ن کا
اس بنج مین ڈالا نہ امانت کو ولانے

غزل

[illegible]

(۳ ۲ ۲ ۲ ۱ ۲ ۱)

کسکے غم مین ہوئی اے شخص یہ حالت تیری
رونا آتا ہے ہمین دیکھ کے صورت تیری

جسنے دیکھا مجھے اشک آنکھون مین بھر لایا
آہ کی دل سے پیا خون جگر غم کھایا
راہ چلتون کو مرے حال پہ رونا آیا
پر زبان سے نہ کبھی آپنے یہ فرمایا

کسکے غم مین ہوئی اے شخص یہ حالت تیری
رونا آتا ہے ہمین دیکھ کے صورت تیری

درد کی میرے عبث دوستو کرتے ہو دوا
مرض عشق سے ہرگز نہین ہوتی ہے شفا
حال ایسا تو محبت مین ہر اک غیر ہوا
ہاتھ ململ کے یہ کہتے ہین جہان کے حکما

کسکے غم مین ہوئی اے شخص یہ حالت تیری
رونا آتا ہے ہمین دیکھ کے صورت تیری

گھر سے باہر جو نکلتا ہون کبھی مین پر غم
دیکھکر مجھکو ہر اک دوست کو ہوتا ہے الم
کوئی کہتا ہے کہ کیا تجھپہ ہوا ظلم و ستم
کوئی کہتا ہے کہ بتلا دے مرے سر کی قسم

کسکے غم مین ہوئی اے شخص یہ حالت تیری
رونا آتا ہے ہمین دیکھ کے صورت تیری

کس قدر تو نے دیئے رنج ستایا تو نے
سب مجھے کہتے ہین کیا حال بنایا تو نے
زہر کس طفل پری رو پہ کھایا تو نے
خاک مین عہد جوانی کو ملایا تو نے

کسکے غم مین ہوئی اے شخص یہ حالت تیری
رونا آتا ہے ہمین دیکھ کے صورت تیری

زندگی ہی ترے بیمار کی فرقت مین حرام
کر چکا ہے مرض عشق نہان اپنا کام

غزل

اب کوئی آمین نا طلب ہی کرہو جائے تمام
دوست سب ایکطرف کرتے ہین اسمین کلام

کسکے غم مین ہوئی اے شخص حالت تیری
رونا آتا ہے ہمین دیکھکے صورت تیری

کیا ملا کہتی ہین سب دل کے لگانے سے تجھے
کام ہے گل سے نہ بلبل کے ترانے سے تجھے
عار یانی سے ہے پرہیز ہے کہانے سے تجھے
کھو دیا کسکی محبت نے زمانے سے تجھے

کسکے غم مین ہوئی اے شخص یہ حالت تیری
رونا آتا ہے ہمین دیکھکے صورت تیری

حال نزار ایسا امانت کا ہوا زاری سی
لب تلک آہ بھی اب آتی ہے دشواری سے
لوگ کہتے ہین محبت کی یہ آزاری ہی
دے خدا تجھکو شفا عشق کی بیماری سے

کسکے غم مین ہوئی اے شخص یہ حالت تیری
رونا آتا ہے ہمین دیکھکے صورت تیری

ترجیع بند نہم

کل رات اوسکے ساتھ مری نیند اچٹ گئی
یا تو نہین صبح ہوئی یا در شب پلٹ گئی
طاقت یہ حال دیکھکے فی الفور گھٹ گئی
بیساختہ جو اوس رخ روشن سے ہٹ گئی

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

شب بھر میں جاگا ہر دو یاری صفات
کہین منتین ہزار یہ مانی خدا ایک بات
کیا کیا کیے نہ داؤن چلی پر نہ کوئی گھات
آخر گذر گئی یہی جھگڑے مین ساری رات

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت پلٹ گئی

غزل ۲۰

ایسی خوشی میں وصل کی نیند آ گئی مجھے ۔ جب صبح ہو گئی تو اوٹھا ہو کے بیقرار
جیا ہوں کہ ہو نہیں اوس سے تباہ مثل سیکسار ۔ خورشید کی کرن ہوئی گردن میں آ کے ہار

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

باتیں بلا سے اوس سے نکر پایں اسقدر ۔ کیا جانتا تھا جلد یسے ہو جائیگی سحر
میں نے تو اوسکو وصل کا راضی کیا ادھر ۔ گھبرا لیا اوس طرف کو بجانے لگا گجر

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

شب کو جو ٹھنڈی ٹھنڈی چلی نام میں ہوا ۔ اوسکے گلے لپٹ کے میں بیہوش ہو گیا
چونکا جو وقت صبح تو دیکھا یہ ماجرا ۔ بلبل کا اوڑ رہا ہے در ختو نپہ چہچہا

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

کیا تجھ سے حال وصل کی شب کا نہیں عیان ۔ ایسی کٹی یہ رات کہ میں کیا کروں بیان
نوبت ابھی نہ وصل کی آئی تھی دوستان ۔ نقارۂ سحر کی صدا آئی ناگہان

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

پھر کہا میں صبح وصل کے میں سو گیا ہوا آہ ۔ گھبرا کے چونکا نیند سے با حالت تباہ
رخ کو جو اوسکے دیکھے گرد و غبار کی نگاہ ۔ کیا دیکھتا ہوں مہری نکلا بجای ماہ
دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی ۔ اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

اوڑھے پیٹے سوتا تھا وہ غیرت قمر
رخ آفتاب سا جو ہوا اوسکا جلوہ گر
میں نے دوپٹہ کھینچ کے چہرہ پہ کی نظر
شمع و چراغ ہو گئے گل صبح جانکر

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

کیا وصل کی سحر کی ہے پیچ سے کہوں بہار
جو ہو لنکا ہوا کا زور سے ایسا ہوا ایکبار
وہ مجھ سے ہمکنار تھا میں اوس سے ہمکنار
آنچل اوڑا جو رخ سے تو بولا میں بیقرار

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

کروٹ جو اوسنے نیند میں لی سو کے ایکبار
چمکا جو اوسکے سر کا در گوش ایک بار
گوشہ گیا نقاب کا رخسار سے سرک
جاتی رہی فلک پہ ستاروں کی سب جھلک

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

لیں جبکہ جعلسازیاں میں نے ہزار ہا
عنقای وصل تھا نہ ابھی دام میں پھنسا
کچھ تب آیا دام میں سیر وہ مہ لقا
مرغ سحر کی آنے لگی دور سے صدا

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

چونکا جو وصل سے سحر وصل ڈر رہا
آواز اذان کی آئی جو اتنے میں برملا
میں نے کہا کہ رات بڑی ہے نہ ہول کھا
بولا کہ لے میں جاتا ہوں حافظ ترا خدا

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

۲۱

غزل واو طلب

کسی طرح سے نہین رام ہوتا وہ بے پیر | لبون پہ دم ہے خدایا کرون نہین کیا تدبیر

نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہے | سدا وصال کا شوق اپنی جان کہاتا ہے
جو اوس سے کہیے تو وہ گالیان سناتا ہے | خموش رہیے تو منہ کو کلیجہ آتا ہے

نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

وصال یار میسر کہان امانت کو | سدا فراق مین دیکہا طپان امانت کو
سنایا کرتا ہے درد نہان امانت کو | ہمیشہ ہے یہی ورد زبان امانت کو

نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

مخمس یازدہم

حسینون پہ لقب استم ایجاد کیا کیجے | رقیبونکو شکایت کرکے تیری شاد کیا کیجے
متاع صبر کو منہ کہول کر برباد کیا کیجے | خیال آتا ہے دل کو شکوہ بیداد کیا کیجے

خدا سے اے بت کافر تری فریاد کیا کیجے

عروج فصل گل مین قید ہونا ہے ستم اپنا | دگرگون حال ہے یاد صبا بار ہین ہم اپنا
خدا ایجا مجکو دیکہین باغ مین کسدن قدم اپنا | بہار آئی ہے گلشن مین گہٹا جاتا ہے دم اپنا

قفس کے در کو وا کرتا نہین صیاد کیا کیجے

دلا آغوش مین آتی طرحدار ی نہین نہیا | ہے پروا نہوا پنی حسنا اوسکا ہے جہرہ چہا

عبث بھرتا ہی دم اوس بے مروتا کی محبت کا
عبث کرتا ہی تو ہمسے خیال یار کا شکوا

جو بھولی آپکو ای دل اوسے پھر یاد کیا کیجے

قد اپنا باغ مین نخوت سی جب شمشاد نی تولا
زبان کو طعن پر ہر سی ستم ایجاد نے کھولا
قیامت کا دیا پھر کر دل قمری کو ہچکولا
مقابل سرو کو پا کر گلستان مین وہ گل بولا

غلام اپنا جو ہو دل سی اوسے آزاد کیا کیجے

فراق یار مین سیر گلستان وحشت افزا ہی
صنوبر کی ہوس سرو سہی کی سکو پروا ہی
اوٹھا مین چاک سر فرط قلق سی حشر برپا ہی
کسی محبوب کا بوٹا سا قد آنکھون مین پھرتا ہی

چمن مین دیکھکر اے دل سہی شمشاد کیا کیجے

نہین ہی قصد ہمکو قتل کو کرتا ہی خنجر سے
زبان کیا بند وحشت مین کرین احباب کے ڈر سے
لہو آنکھون سی منہ پر ہیے نکلین دشنام کا برسے
جنون کا جوش ہوتا ہی رگون کو چھو کے نشتر سے

ہمیں ہمکو گالیان دیجیے تو ای فصاد کیا کیجے

جدا ہی سر کسیکا تیغ سے خون کوئی اوگلتا ہی
کوئی سے منہ دیکھتی ہین سب نہین کچھ اپنا چلتا ہی
کلیجہ مسکرہ مین اپنا بیتابی سی ملتا ہی
لہو بہتا ہی غیرون کا ہمارا دم نکلتا ہی

گلے پر ہیں ترا خنجر نہین جلاد کیا کیجے

نہین گو غم مین اپنی خون دل آنکھون سی بہتا ہی
جفا مین بھی وفاداریکا اوسکو پاس رہتا ہی
مگر دریردہ صدمے ہجر کے وہ شوخ سہتا ہی
ہماری قبر کو ٹھوکر لگا کر یار کہتا ہے

ملا ہو خاک مین جو خود اوسی برباد کیا کیجے

یکایک جوش وحشت نے جو دشت نجد دکھلایا
عنایت سی خدا کی عشق مین کیا مرتبہ پایا
پکارا قیس میرا نا جنون سے دل جو تنگ آیا
امانت کوہ پر پہونچا تو یون فرہاد چلایا

غزل انصاف طلب

لیو نہ جان شیرین ہے اب آپ ادستاد کیا کیجیے

مخمس دوازدہم بر غزل شیخ ناسخ صاحب

بسکہ ہم تنگ ہین پر ضبط فغان رکھتے ہین
حال کہنے کے لیے بند زبان رکھتے ہین
قلب فولاد کا ہم سوختہ جان رکھتے ہین
دل مین پوشیدہ تپ عشق نہان رکھتے ہین
آگ ہم سنگ کے مانند نہان رکھتے ہین

شہسواری کی ہوس مین تجھے حاصل ہے کمال
حق نے لے طفل حسین تجھکو دیا ہے وہ جمال
پیر دیرینہ جلو مین ہین مثال اطفال
فی سواری تیری دیکھین لیے ہون گرد و نبال
ہاتھ مین صبر کی جو لوگ عنان رکھتے ہین

جھنجھلا اٹھیا منے کی بات نہ نکلی منھ سے
دل مین لاکھ آگ لگی بات نہ نکلی منھ سے
جل گیا طیش سے جی بات نہ نکلی منھ سے
بزم جانان مین کبھی بات نہ نکلی منھ سے
کہنے کو شمع کے مانند زبان رکھتے ہین

تکرین کھا کے زمین پر ہے جبین لیلی کی
ہاتھ ملتا ہون نکلتی نہین حسرت جی کی
دیکھون کس روز خدا سنتا ہے مجھ وحشی کی
ایک مدت سے تمنا ہے ترے وحشی کی
سر ٹیکتا ہون صنم پاؤن جہان رکھتے ہین

شمع در عشق مین پیسہ نہین دولت کی ہوس
عاشق سوختہ تن ہین کرم حق کی ہے آس
نذر کیا تجکو کرین شل نہ ہے مدت سے او دا
مثل پروانہ نہین کچھ زر و مال اپنے پاس
ہم فقط تجھ پہ فدا کرنیکو جان رکھتے ہین

دیکھ لیتی ہین ادا کی جو نظر سے قاتل
سہم کر گوشہ تن مین بھی چلا جاتا ہے دل
جان اگر آن مین دیتا ہے سہم کر ناقل
طائر روح کو کر دیتی ہین کیونکر بسمل

تیر رکھتے ہین پر پروانہ کمان رکھتے ہین

حسن کا گلشن آفاق مین ولتا ہی اثر
خوبرو ہونگے نظارہ سے ملائم کا شر
دیدہ باری سی میرا رنگ سا ہوا لیک دگر
ہو گیا زرد پڑی جبکہ حسینوں پہ نظر

یہ عجب گل ہین کہ تاثیر خزان رکھتے ہین

زندہ دل لوگ سدا کرتے ہین غم لین مین برات
آبداری سے ہے ہر مصرعہ ترا آبحیات
کبھی شاعر نہین مرتا بخدا سچ ہے یہ بات
تازگی ہے سخن کہنہ مین یہ بعد وفات

لوگ اکثر مرے جینے کا گمان رکھتے ہین

لاکھ دولت سی سوا شعر کا فن ہے ناسخ
تنگدستی کا کسے رنج و محن ہے ناسخ
سکہ شعر امانت کا چلن ہے ناسخ
عوض ملک جہان ملک سخن ہے ناسخ

گو نہین جلم روان طبع روان رکھتے ہین

مخمس سیزدہم بر غزل خواجہ حیدر علی آتش

جب کہ دل مرغ چمن گرم فغان ہوتا ہے
باغبانون مین اگر ذکر خزان ہوتا ہے
سر میرا فرط نقاہت سی گران ہوتا ہے
آتش نالۂ بلبل سے دھوان ہوتا ہے

سیر گلزار سے مجکو خفقان ہوتا ہے

پھول سے ہو ا نہین گلزار جہان مین نکہت
بلبلین سر بیان یہ نوانی ہین یہ طلعت
سرو پر ہین یہ فدا فاختائین ہے غیرت
روی گل کو رخ رنگین سے تیرے کیا نسبت

قد صنوبر کا یہ بوٹا سا کہان ہوتا ہے

دل کی منزل مین ذرا مرتبہ حسن کو تول
رخ روشن کی طرف دیدۂ انصاف کو کھول
سکہ ماہ ہے اس چہرۂ پرنور کا مول
وعدۂ شب کرا ہی مہر لقا جھوٹھ نہ بول

جلوه گر رات کو خورشید کہان ہوتا ہی

کیا بھلا دل مین تُرون عنبر کی بیداد و سے
ضبط ہوتا ہی سخن کا کہین ناشادون سے
بزم مین آنکھ لڑی رہتی ہی جلادون سے
باتین کرتا ہون اشارون مین پریزادون سے

دیدۂ شوق سی ہمہ آن کار زبان ہوتا ہی

نوک جس دل پہ لگی اوسکی پلک کی کاری
ایک پل مین وہ ہوا جان سے اپنی عاری
بیکسی کی مدد ایدل یہ نہین غمخواری
ابروی یار سے قوت ہی قزح کو ساری

تیر کے واسطے سب زور کمان ہوتا ہی

نازکی دیکھ کے اونکی نہین کہہ سکتے
تخم بوسہ چمن تمہین نہین بو سکتے
ایسے معشوق ہین پیدا کہین اب ہو سکتے
فرش گل پر وہ نزاکت سے نہین سو سکتے

تن نازک مین رگ گل کا نشان ہوتا ہی

یاد دلدار کی کسقدر رلاتی ہی مجھے
عین دریا مین نگہ خلق کی پاتی ہی مجھے
سر گردون کی زمین پہ نظر آتی ہی مجھے
چشم تر عالم نیرنگ دکھاتی ہی مجھے

برج آبی میری رہنے کا مکان ہوتا ہی

ڈھونڈھ جاتا ہون جو کوچہ مین کبھی مین تیرے
دھوپ رہتی ہی مجھے چار طرف سے گھیرے
اس طرح آنکھ کسی سی نہ مقدر پھیرے
زیر دیوار جو ٹھہرون تو حسد سی میرے

سایہ سر پر سی دبے پاؤن روان ہوتا ہی

پیر خورشید لقا ہو کہ جوان مہوش
جوہر تیغ زبان دیکھ کے ہو جاتا ہی غش
ہی غلام شہ مردان یہ امانت غمکش
جامی نامرد نہین بزم مین اپنی آتش

مصرع تیغ کے مطلب کا بیان ہوتا ہے

DUE DATE